Fokhan

-03-July-2019-

المرقاۃ

کتاب = مرقاۃ.

مصنف = مولانا فضل امام خیرآبادی.

والد کا نام = شیخ محمد ارشد.

33

نسب = آپ کا سلسلہ نسب چار واسطوں سے شاہ ولی اللہ اور تینتیس واسطوں

سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ سے جاملتا ہے.

گیارویں

پیدائش = چودھویں صدی کے آخر میں آپ کی پیدائش ہوئی

وطن عزیز = ضلع قصبہ خیرآباد.

آباء و اجداد: آپکے مورث اعلیٰ شیر الملک ایران کے ایک قطعے کے حکمران تھے - زوال

ریاست کے بعد آپکے آباء و اجداد ایران سے برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے.

اور آپکے والد ماجد بدایوں سے خیرآباد چلے گئے وہیں آپ پیدا ہوئے.

تعلیم: آپ نے خیرآباد میں سید عبدالواحد خیرآبادی سے تمام مروجہ علوم کی

تکمیل کی.

ملازمت: علوم مروجہ کی تکمیل کے بعد آپ دہلی کے مفتی اور بعد میں صدر الصدور

کے عہدے پر فائز رہے.

تدریس: آپ نے فرائض ملازمت کے ساتھ ساتھ تدریس و تصنیف کا سلسلہ

بھی جاری رکھا.

مشہور تلامذہ: -1- مولانا فضل حق خیرآبادی.

-2- مولانا شاہ غوث علی پانی پتی وغیرہ.

اولاد: آپکے تین صاحبزادے تھے۔

1. فضل الحق خیرآبادی۔

2. فضل عظیم۔

3. فضل الرحمٰن۔

مولانا فضل حق خیرآبادی نے علم و عمل میں خوب نام پیدا کیا۔

تصانیف: 1۔ مرقاۃ   2۔ شرح افق مبین۔

3۔ ملا جلال۔

وفات: آپ 1829ء کو خیرآباد میں فوت ہوئے۔ بمطابق 1244ھ۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

1۔ صنعت التفات: اسکی چھ صورتیں ہوتی ہے۔

غائب سے حاضر

حاضر سے غائب

غائب سے متکلم

متکلم سے غائب

حاضر سے متکلم

متکلم سے حاضر۔

یہاں مقام خطاب تھا ہونا چاہیئے تھا۔ بِاِسْمِكَ مگر بسم اللہ لایا گیا (غائب)۔ یہاں پر حاضر سے غائب والی صورت پائی گئی ہے۔

سوال = ایسا کیوں کیا گیا؟

جواب = عظمت کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں صنعتِ ادماج پائی جا رہی ہے۔

سوال = صنعت ادماج کیا ہوتی ہے؟

جواب = کلام کا مقصود کچھ اور ہو مگر ضمناً دوسرا فائدہ حاصل ہو رہا ہو۔
اب یہاں مقصود استعانت (مدد طلب کرنا) ہے مگر الرحمن اور الرحیم سے حمد کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔ 22-6-26

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں صنعت استخدام پائی جا رہی ہے۔

صنعت استخدام: جب لفظ ذکر کیا جائے تو ~~مراد~~ معنی اور ہو اور جب ضمیر لوٹائی جائے تو معنی اور ہو۔

مثال = "فمن شهد منكم الشهر فليصمه"

سوال: مصنف نے اپنی کتاب کا آغاز تسمیہ سے کیوں کیا؟

جواب: کتاب اللہ اور سنت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اسلاف کی اتباع نیز حصول برکت کے کیلئے مصنف نے اپنی کتاب کا آغاز تسمیہ سے کیا۔

حدیث پاک:

"کل امر ذی بال لا یبدء فیه بـ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) فهو ابتر او اقطع"

مفہوم: ہر وہ ذیشان کام جسے بسم اللہ سے نہ شروع کیا جائے تو وہ ناقص رہ جاتا ہے۔

حمد کا لغوی معنی: تعریف کرنا۔

اصطلاحی تعریف: هُوَ الثَّنَاءُ بِاللِّسَانِ عَلَى جَمِيلِ الاخْتِيَارِيِّ نِعْمَةً كَانَ أَوْ غَيْرَهَا

نوٹ: حمد کے مقابلے میں شکر اور مدح آتا ہیں

شکر کی تعریف:

تَعْظِيمُ الْمُنْعِمِ لِكَوْنِهِ مُنْعِماً سَوَاءٌ كَانَ بِاللِّسَانِ أَوِ الْجَنَانِ

أَوِ الْأَرْكَانِ۔

مدح کی تعریف:

الثناء باللسان علی جمیع جمیل لغیر الاختیاری۔

مثال: مَدَحْتُ اللُّؤْلُؤَ عَلَى صَفَائِهَا

اللہ:

هو علم لذات الواجب الوجود المستجمع لجميع الصفات الكمالية والمنزه عن

جميع النقائص۔

23-04-26

ابداع: بنانا / پیدا کرنا۔

سوال: مصنف نے لفظ ابداع کو کیوں استعمال کیا؟

جواب: ابداع اس تخلیق کے لیے استعمال ہوتا ہے جو بغیر مادہ اور نمونے کے کی

جائے۔ اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔

سوال: مصنف الافلاک و الارضین کو ہی بطور صفت کیوں لے کر آئے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو

تمام چیزوں کا خالق ہے؟

جواب: افلاک کا معنی آسمان ہے اور آسمان مثل باپ کے ہے۔ ارضین کا معنی ہے زمین ہے اور زمین مثل ماں کے ہے۔ جب ماں اور باپ دونوں کا ذکر ہو گیا تو گویا تمام مخلوق کا ذکر آ گیا۔

سوال: مصنف نے اگر آسمان اور زمین کا ذکر کرنا تھا تو پھر ابدع السماء والارض کہنا چاہیئے تھا۔ الافلاک و الارضین کو ہی کیوں لائے؟

جواب: الافلاک اور الارضین میں سات سات الفاظ ہیں اور یہ اشارۃ النص ہے کہ آسمان اور زمین سات ہے۔

سوال: مصنف نے حمد کے بعد صلوٰۃ کا ذکر کیوں کیا؟

جواب: علم ایک نعمت ہے اور مُنعِم کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ منعم حقیقی (اللہ تعالیٰ) کا شکر مصنف نے حمد کے ذریعے ادا کیا اب منعم مجازی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا شکر ادا کرنے کے لیے لفظ صلوٰۃ کا ذکر کیا۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم منعم مجازی ہیں اسکا ثبوت کیا ہے؟

جواب: حدیث پاک ہے: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ مُعْطِی / یُعْطِی۔

سوال: منعم مجازی کی ضرورت کیوں پیش آئی جبکہ اللہ تعالیٰ تو ان اللہ ... ہے

جواب: یہ قاعدہ یہ ہے کہ مفید اور مستفید میں ~~مناسبت~~ النسبت کا ہونا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ نور ہے اور بشر اسکے مقابلے میں ظلمت ہے۔ نور اور ظلمت میں کوئی نسبت

نہیں اب ضرورت پیش آئی ایسی ذات کی جو نور بھی ہو اور بشر بھی ہو تو

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نور بھی ہے اور بشر بھی۔ نور ہونے کی حیثیت سے

آپ اللہ تعالیٰ سے فیض حاصل کر رہے ہیں اور بشر ہونے کی حیثیت سے

ہمیں فیض منتقل کر رہے ہیں۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے مشہور حدیث من کان نبیاً و آدم بین الروح

والجسد، کو چھوڑ کر مَنْ کَانَ نبیاً و آدم بین الماء والطین کیوں ذکر کی؟

جواب: یہ کنایہ ہے۔

اور کنایہ ابلغ من التصریح ہوتا ہے۔

یہ سجع کی رعایت کی وجہ سے ہے۔

نوٹ: مصنف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی صفت کو کیوں ذکر کیا؟

جواب: مصنف نے نبی پاک کی اس صفت کو اس لیے ذکر کیا کہ اس میں برابری

نہیں۔ جب یہ صفت ذکر کی جائے گی تو ذہن خود بخود صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل

ہو جائے گا۔

10-07/2019.

آل

آل کا استعمال ذوی العقول کے لئے ہوتا ہے جیسے: آل النبی۔

اشراف کے لیے استعمال ہوتا ہے: جیسے: آل النبی دنیاوی: آل فرعون.

آل کی اضافت اللہ کی طرف نہیں ہوسکتی: جیسے: آل اللہ

اھل

اھل کا استعمال دونوں کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے: اھل النبی اھل البیت.

اشراف اور غیر اشراف دونوں کے لئے جیسے: اھل الحجام:

اھل کی اضافت اللہ کی طرف ہوسکتی ہے. جیسے: اھل اللہ.

★ توکل کی تعریف:

الاعتماد علی الخالق وانقطاع عن المخلوقۃ.

★ استعانت کا معنی:

طلب المعونۃ.

★ مقدمہ:

★ صیغوی تحقیق:

1: اسم مفعول = مُقَدَّمَۃٌ آگے کیا ہوا۔

ایسی اشیاء جن کو مقدم کیا گیا ہو تاکہ مقصود کو سمجھنے میں آسانی ہو.

یہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے.

II اسم فاعل مقدِّمۃٌ - آگے کرنے والا

اعتراض :۔

معنی درست نہیں یہ آگے کرنے والا تھوڑی ہوتا ہے یہ تو آگے کیا ہوتا ہے

جواب ، (الف)

معنی درست ہے کہ یہ پڑھنے والے کو آگے کرتا ہے اور اسکو مقصود تک لے جاتا ہے ۔

ب ، مقدِّمۃٌ ؛ بمعنی متقدِّمۃٌ لازم ہے ہے یعنی آگے کیا ہوا ۔

اعتراض :

صیغہ باب تفعیل کا اور معنی تفعّل یہ جائز نہیں ۔

جواب :

یہ جائز ہے اور اسکی دلیل ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ۔ وتبتل الیہ تبتیلا ۔

-2 ماخذی تحقیق :

یہ عربوں کے مقولہ : مقدمۃ الجیش ۔

3 اشتمالی تحقیق :

تعریف ، موضوع ، غرض ۔

4 ترکیبی تحقیق :

رفع	نصب	جر	ساکن
ھذہ مقدّمہ	خذ مقدّمہ	بھذا الجنث مقدّمہ	مقدمہ ۔

مقدمۃ العلم:

معنوی تحقیق:

مَا یتوقف علیہ الشروع فی العلمِ

جس پر علم کا شروع کرنا موقوف ہو۔

مثلاً:

تعریف، غرض، موضوع (آپ جانیں گے تو علم پڑھیں گے۔

مقدمۃ الکتاب:

طائفۃٌ من الکلام قدمت أمام المقصود لارتباطها به ونفعها فیہ

یعنی:

کلام کے اس حصے کو کہتے ہیں جسے مقصودِ کتاب سے پہلے لایا جاتا ہے اور

مقصود میں نافع ہوتا ہے۔

علم کی تعریفاتُ

پہلی تعریف: حصول صورۃ الشئ فی العقل۔

کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہو جانا۔

وضاحت:

یہ بالذات خارج میں نہیں پایا جاتا۔

جنہوں نے یہ تعریف کی انکے نزدیک عقل وہ قوت ہے جس میں آئینہ کی طرح

اشیاء چھپتی ہیں۔

دوسری تعریف: الصورۃ الحاصلۃُ من الشئ عند العقل۔

کسی شئی کی وہ صورت جو عقل کے پاس حاصل ہے

وضاحت:

جنھوں نے یہ تعریف کی انکے نزدیک کسی چیز کا علم اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ ذہن میں حاصل نہ ہو جائے۔

تیسری تعریف:

الحاضر عند المدرك:

وہ شئے جو مدرک کے پاس حاضر ہو۔

وضاحت:

انکے نزدیک وجود شئے اور حضور شئے کو علم کہتے ہیں۔ مثال: القلم عندی

چوتھی تعریف:

قبول النفس لتلك الصورة۔

نفس ناطقہ کا شئے کی صورت کو قبول کرنا۔

وضاحت:

یعنی جب تک کسی چیز کی صورت ذہن میں قرار اختیار نہ کرے۔

کیونکہ بسا اوقات حصول اور حضور بھی ہوتا ہے مگر ذہن اسے قبول نہیں کرتا۔

پانچویں تعریف:

الاضافة الحاصلة بين العالمِ والمعلومِ۔

(وہ نسبت جو عالم اور معلوم کے درمیان ہو)۔

وضاحت:

انکے نزدیک علم اس نسبت کا نام ہے جو عالم اور بینِ معلوم کے درمیان ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام:

یہ ہے کہ اختلاف علماء علم کے معنی اور اسکی تعریف میں نہیں بلکہ اس بات میں ہے کہ علم اور معلوم کے درمیان جہل کا پردہ کس نے زائل کیا۔

جن لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ پردہ صرف حصول نے زائل کیا انہوں نے حصول کا نام علم رکھا۔

جن لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ پردہ صورت حاصلہ نے زائل کیا انہوں نے صورت حاصلہ کا نام علم رکھا۔

جن لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ پردہ حضور و مشاہدہ نے زائل کیا انہوں نے حضور و مشاہدہ کا نام علم رکھا۔

جن لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ پردہ قبول نفس نے زائل کیا انہوں نے قبول نفس کا نام علم رکھا۔

جن لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ پردہ نسبت و اضافت نے زائل کیا انہوں نے نسبت و اضافت کا نام علم رکھا۔

★ **علم نظری ہے یا بدیہی:**

امام غزالیؒ و متکلمین (علم نظری ہے).	امام رازیؒ علم بدیہی ہے
کل نظری لا بدلہ من التعریف.	البدیھی لا یحتاج إلی التعریف.
	جیسے: سردی، گرمی کا علم

سوال: 5 تعریف کیوں کی؟

جواب: تعبیری اختلاف = مثال = ۱۴ اندھے ہاتھی.

نوٹ:

جنکے نزدیک علم نظری ہے پھر ان میں بھی اختلاف ہوا تو 5 تعریفیں کی گئی۔

جن میں 4 حکماء کے نزدیک اور پانچویں متکلمین کے نزدیک ہے۔

علم

تصور — تصدیق۔

1- تصور:

جس میں حکم نہ ہو ذہن میں کوئی چیز آجائے۔ مثلاً: زید۔ شاہی مسجد۔

دوسرا نام:

تصور ساذج (سادہ)۔

2- تصدیق:

وہ علم جس میں حکم بھی ہو۔

المراد بالحکم:

ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف منسوب کرنا۔ چاہے نسبت ایجابی ہو یا سلبی جیسے: زید کھڑا ہے - زید کھڑا نہیں ہے۔

نسبت کا نام:

موجبہ اور سالبہ

انکو ایقاعاً اور انتزاعاً کبھی انکو وقوع نسبت، اور کبھی لاوقوع نسبت کہتے ہیں۔

ایجاب:

زید قائمٌ

سادہ ترجمہ: زید کھڑا ہے.

منطقی ترجمہ: کھڑا ہونے کا ثبوت زید کے لئے.

سلب: زید ما قائمٌ.

سادہ ترجمہ: زید کھڑا نہیں ہے.

منطقی ترجمہ: کھڑے ہونے کی نفی ہے زید کے لئے.

تصدیق کی صحیح تعریف:

إذعانُ النسبةِ الحکمیۃِ.

نسبت حکمیہ کا یقین ہونا.

1	2	3	4
زید کا تصور	قائم کا تصور	نسبت کا تصور	یقین
ذات زید، محکوم علیہ	سر او پر ٹانگیں نیچے	ثبوتی، سلبی (مثبت، منفی)	↓
	محکوم بہ		اللہ واحدٌ، الصنم إلٰہٌ.

نوٹ:

یہ چار چیزیں ملیں گی تو تصدیق بنیں گی.

نسبت حکمیہ کا یقین:

(اللہ واحدٌ)

یہ مسلمان کے لیے تصدیق اور کافر کے لئے تصور بنے گا.

(الصّنم إلٰہٌ).

یہ مسلمان کے لئے تصور اور کافر کے لیے تصدیق بنے گا.

اختلاف:

امام رازی	اختلاف حکماء.
1 وہ فرماتے ہیں تصدیق مرکب ہے	تصدیق بسیط ہے.
2 تصورات ثلاثہ + الیقین ھو التصدیق.	یقین ہی عین تصدیق ہے۔ الیقین ھو التصدیق
3 تصورات ثلاثہ جزء ہے۔ جزء الشیء داخل فیہ	تصورات ثلاثہ شرط ہے. شرط الشیء خارج عنہ

تصورات ثلاثہ:

1- محکوم علیہ 2- محکوم بہ 3- نسبت حکمیہ.

تصور

بدیہی	نظری.
= وہ تصور جسمیں نظر و فکر کی ضرورت نہ ہو جیسے: گرمی، سردی اور خوشبو کا تصور ایسے تصور ضروری بھی کہتے ہیں.	وہ تصور جسمیں نظر و فکر (دلیل) کی ضرورت ہو جیسے، فرشتے کا تصور، جن کا تصور ایسے تصور کسبی بھی کہتے ہیں.

جن کا تصور جب تک ہم تعریف نہ کریں ہمیں اسکا تصور حاصل نہ ہو گا.

مثلاً = جن وہ ناری مخلوق ہے جو مختلف شکلیں اختیار کرنے پر قادر ہو.

تصدیق:

بدیہی

وہ تصور جسمیں نظر و فکر کی ضرورت نہ پڑے.

مثلاً: دو چار کا نصف ہے، آگ گرم ہے.

چینی میٹھی ہے.

نظری:

وہ تصور جسمیں نظر و فکر (دلیل) کی ضرورت پڑے.

جیسے: عالم قدیم ہے.

الصانع مؤثر فی المصنوع

وکل مؤثر فی المصنوع موجود.

نتیجہ = الصانع موجودٌ.

تصور یا تصدیق نظری کو حاصل کرنے کے لیے نظر و فکر کی ضرورت ہوتی ہے.

نظر و فکر کی تعریف:

ترتیب أمورٍ معلومةٍ لِيَتَأدّٰى ذٰلكَ الترتيبُ إلى التحصيلِ المجهول.

اس تعریف میں چونکہ ترتیب کا لفظ آیا ہے لہذا ترتیب کا جاننا بھی ضروری ہے

ترتیب:

وضع كل شيءٍ في مرتبتِه.

منطقیوں کی اصطلاح میں ترتیب یہ ہے کہ چند اشیاء کو اس طور پر رکھا جائے کہ بعض بعض سے مقدم ہو اور بعض بعض سے مؤخر ہو.

مثلاً:

تصورات میں جنس کو پہلے اور فصل، خاصہ کو بعد میں رکھا جائے۔ اس مجموعہ کا نام "معرف و قول شارح" ہوتا ہے.

تصدیقات میں صغری کو پہلے اور کبری کو بعد میں اس مجموعہ کا نام "دلیل و حجت" ہوتا ہے.

معرف وقول شارح:
وہ معلومات تصوریہ جنکو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصور
حاصل ہو جائے۔

دلیل و حجت:
وہ معلومات تصدیقیہ جنکو ترتیب دینے سے کوئی مجہول ~~تصور~~ تصدیق
حاصل ہو جائے۔
مثلاً: آپ کو معلوم نہیں کہ عالم قدیم ہے یا حادث ہے۔ لیکن یہ معلوم ہے کہ
عالم متغیر ہے۔
اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر متغیر حادث ہے۔
اب آپ نے صغریٰ کو پہلے رکھا "العالم متغیر۔
اور کبریٰ کو بعد میں رکھا وکل متغیر حادث۔ تو آپکو نتیجہ حاصل ہو گیا
العالم حادث" جو آپکو معلوم نہ تھا۔

الاحتیاج / ضرورت منطق:-
مجہولات کو حاصل کرنے کے لیے معلومات کو جو ترتیب دی جاتی ہے
تو ضروری ہے کہ وہ ترتیب ہمیں صحیح نتیجے تک پہنچا دے۔
دوسری بات یہ ہے کہ فطرت انسانی بھی مقصود تک پہنچنے کے لئے کافی نہیں۔
دلیل یہ ہے کہ اگر ہر ترتیب صحیح نتیجہ تک پہنچانے والی ہوتی یا انسانی فطرت مقصود تک
پہنچنے کے لئے کافی ہوتی تو حکماء (صاحب نظر) کی ترتیب کے نتائج میں اختلاف واقع نہ ہوتا
حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اختلاف واقع ہوتا ہے جیسے
جیساکہ بعض کہتے ہیں عالم حادث ہے وہ استدلال کرتے ہیں کہ عالم متغیر ہے اور

ہر متغیر حادث ہے تو عالم حادث ہے۔

اور بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ عالم قدیم ہے اور وہ استدلال کرتے ہیں کہ

العالم مستغنی عن مؤثر و کلّ ما ھو مستغنی مؤثر فھو قدیم. العالم قدیم"۔

خلاصہ کلام:

یہ ہے کہ ان دونوں فکر میں سے ایک صحیح ہے اور دوسری غلط ہے اس لیے کہ دونوں فکر صحیح ہوتی تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ اور اگر دونوں فکر غلط ہو تو ارتفاع نقیضین لازم آتا ہے اور یہ دونوں باتیں محال ہے لہذا ثابت ہوا کہ ان دونوں فکر میں سے ایک صحیح اور دوسری غلط ہے۔ لیذا ہمیں ایک قاعدہ اور قانون کی ضرورت ہوئی جو خطا فی الفکر سے بچائے اور جسکے اندر معلومات سے مجہولات کو حاصل کرنے کا طریقہ بیان ھو اور وہ قاعدہ و قانون منطق ہے۔

منطق: نطق سے ہے۔ نطق کی دو قسمیں ہیں۔

1. نطق ظاہری   2. نطق باطنی۔

نطق ظاہری:

قوت گویائی و بیان۔

منطقی ایسے موضوعات پر کلام کر سکتا ہے جس پر غیر منطقی نہیں کر سکتا۔

نطق باطنی:

استعداد فہم و شعور۔

منطقی اشیاء کے حقائق سے واقف ہوتا ہے اشیاء کی جنس، نوع، فصل، خاصہ وغیرہ کو خوب جانتا ہے اسی لیے منطقی شخص کو معلومات سے مجہولات تک پہنچنے میں دقت نہیں۔ برخلاف غیر منطقی شخص کے۔

منطق کو ترازو کہنے کی وجہ:

منطق چونکہ عقل کے لئے ترازو کا کام دیتی ہے

یہ افکار صحیحہ اور افکار فاسدہ میں تمییز کرتی ہے اس لیے اسے ترازو بھی کہا

جاتا ہے۔

منطق کو علم آلی کہنے کی وجہ:

منطق چونکہ دیگر علوم (قرآن، حدیث، فقہ، ...

...کو سیکھنے کیلئے آلے کا کام دیتی ہے اس لیے اسکو علم آلی بھی کہا جاتا ہے

معلم اوّل	ارسطو	معلم ثانی	فارابی
معلم ثالث	بو علی سینا	معلم رابع	فضل حق خیرآبادی

منطق کی تعریف:

علم بقوانین تعصم مراعاتھا الذھن عن الخطاء فی الفکر۔

سوال: یہ کتاب منطق کی ہے اور مصنف نے منطق کے موضوع سے پہلے بعد میں گفتگو کی

وجہ کیا ہے؟

جواب: منطق چونکہ علم آلی ہے (سب علوم کے لئے مددگار ہے)۔ اس لیے مصنف نے علم

موضوع کی بحث کی پھر منطق کے موضوع پر کلام کیا۔

موضوع: لغوی معنی رکھنا، رکھی گئی چیز۔

اصطلاحی تعریف:

مایحبث فیہ عن عوارض الذاتیۃ۔

عوارض ذاتیہ کی تعریف:

ما بہ الشیء ھو ھو۔ (جسکی وجہ سے وہ شے شے ہے)۔

وضاحت:

اگر وہ اجزاء آجائیں تو شے کا وجود آجائے اور اگر وہ اجزاء چلے جائیں تو شے کا وجود چلا جائے۔

مثلاً۔ ثرید = روٹی + شوربا۔

= علم نحو کا موضوع:- کلمہ اور کلام

= طب انسانی کا موضوع: بدن انسانی

= منطق کا موضوع:

وہ معلومات تصوریہ اور معلومات تصدیقیہ جو مجہول تصور اور مجہول تصدیق تک پہنچا دے۔

= منطق کی غرض و غایت:

الاصابۃ فی الفکر و حفظ الرای من الخطا فی النظر۔

فصل لا شغل للمنطقی کے ذریعے مصنف ایک اعتراض کا جواب دے رہے

اعتراض:

منطق کا موضوع معرف و حجت ہے تو مصنف نے دلالت کی بحث

شروع کردی؟

جواب:

منطقی اس حیثیت سے ہے کہ وہ منطقی ہے اسکا کام نہیں کہ وہ د

یا الفاظ کی بحث کریں مگر افادہ و استفادہ اسکے بغیر ممکن نہیں لہذا مصنف نے

کی بحث شروع کردی۔

دوسرا جواب:

معرف کو سمجھنا موقوف تھا معانی پر اور معانی کا سمجھنا موقوف

الفاظ پر ~~لہذا مصنف نے~~ (جو معانی پر دلالت کرنے والے ہو) لہذا مصنف نے دلالت

الفاظ کی بحث پہلے کی۔

27-7-19

دلالت: لغوی معنی ارشاد و نمودن راہنمائی۔

اصطلاحی تعریف: کون الشیء بحیث یلزم من العلم بہ العلم بشیء آخر۔

دلالت :

لفظیہ (جس میں دال لفظ ہو۔)

- **وضعیہ**: ...میں دال اپنے ... ل پر وضع کے ... ع کی وجہ سے ... لالت کرے
  - ...ابقیہ ، تضمنیہ ، التزامیہ
- **طبعیہ**: اُح اُح ، اُح اُح
- **عقلیہ**: دیوار کے پیچھے سے آواز

غیر لفظیہ (جس میں دال غیر لفظ ہو)۔

- **وضعیہ**: انگلیوں کے پورے ، تاجروں کی اصطلاح (Indicator)
- **طبعیہ**: سر پکڑنا ، پیلا چہرہ
- **عقلیہ**: دھوئے کی دلالت آگ پر ، درخت کا تیز ہلنا

دوال اربعہ :

1. عقود انگلیوں کے پورے تاجروں کی اصطلاحات
2. خطوط ب ، پ
3. نُصُب : مسافات کی تعین کے لیے جو چیز نصب کی جائے۔
4. اشارات : Red-Signal :
Green-Signal :